افسانہ غرانیق

سید ثاقب اکبر*

Abstract

There is no dearth of those who are on the mission of perverting and misleading people. Although God created man to finally enjoy a perfect life in the paradise, there have been the agents of Satan all along eagerly seeking to cast humans out of the final abode by employing different tricks. For this to happen, the main weapon used by these agents is to create misconceptions about the Quran. Raising doubts about this holy book though started right from the beginning, but such efforts are still happening and the so-called Satanic Verses incident, known as Qissat al-Gharaniq (Story of the Cranes) is part of this evil design. In every era, men like Salman Rushdie have tried to seek help from this fabricated incident to please the Iblis (Satan) of the time. In order to expose this barefaced lie, we have started to publish in parts a scientific and research-based paper written in this connection.

Key words: Gharaniq, Satan, Divine inspiration, Lat, Manat, Revelation, Belief

بندگان خدا کو گمراہ کرنے والوں کی کمی نہیں۔ شیطان کے کارندے ہر دور میں طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے جنت کیلئے پیدا کیے جانے والے آدم کو اس سے نکلوانے کے درپے رہے ہیں۔ اس کے لیے ان کے پاس ایک بڑا ہتھیار "ماانزل اللہ" کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنا ہے۔ قرآن حکیم کو "مشکوک" بنانے کی کوششیں روز اول سے جاری ہیں۔ "افسانہ غرانیق" اسی مقصد شوم کے لیے تراشا گیا۔ ہر دور کے "سلمان رشدیوں" نے اس کا سہارا لے کر ابلیس دوراں کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ اس افسانے کی حقیقت کو علمی و تحقیقی انداز سے واضح کرنے کے لیے ذیل میں ایک مقالہ بالاقساط شروع کیا جارہا ہے۔

"غرانیق" غرنوق یا غرنیق کی جمع ہے۔ لغت میں اس لفظ کے معنی سیاہ یا سفید مرغابی یا خوبصورت جوان کے ہیں۔ یہ بگلے کی قسم کا پرندہ ہے، جس کے پیر لمبے لمبے اور گردن دراز ہوتی ہے، پر زیادہ نہیں ہوتے، مچھلی کھاتا ہے، اونچے درختوں پر گھونسلا بناتا ہے۔ آج کی عربی زبان میں اسے "مالک الحزین" کہتے

* محقق وادیب چیئرمین البصیرہ اسلام آباد (ڈپٹی جنرل سیکرٹری ملی یکجہتی کونسل)

ہیں۔[1] رچرڈبل نے غرانیق کا ترجمہ ''SWANS'' کیا ہے۔[2] لغت میں SWAN ہنس یا ہنس راج کو کہتے ہیں، انگریزی میں اس کا مفہوم یوں واضح کیا گیا ہے: ''Large, graceful big duck'' ۔[3] یہ بات ہم یہاں پر واضح کر دیں کہ جنھوں نے غرانیق کا معنی دیویاں یا دیوتا کیے ہیں، انھوں نے روایات وغیرہ میں اس کے مصادیق کے پیش نظر ایسا کیا ہے ورنہ عربی ادب میں خداوں یا دیوتاوں کو اس صفت سے یاد نہیں کیا جاتا۔ لہذا المنجد میں بھی یہی معنی کیا گیا ہے:

طائر مائی من فصیلة الکرکیات عریض الجناح طویل الساق [4]

کلمہ ''غرانیق'' کی مختصر وضاحت کے بعد اب ہم ''افسانہ غرانیق'' کی طرف آتے ہیں۔ اس افسانے کو ہم تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ کیجیے:

فَكَان رَسُول الله صَلیٰ اَللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلّم حَرِيصا عَلى صَلاْح قَوْمِهِ مُحبا مَقاربَتهم بِمَا وَجَدَ اِلَيْهِ السَّبِيل قَدْ ذَكَر اَنَّهُ تَمنّٰى السَّبِيل اِلَى مَقَارِبَتَهم فَكَانَ مِنْ اَمْرِهِ فِیْ ذَلِک مَا حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ ، قَالَ : ثنا سَلَمَةُ ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الْمَدَنِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ ، قَالَ : " لَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلِّيَ قَوْمِهِ عَنْهُ، وَشَقَّ عَلَيْهِ مَا يَرَى مِنْ مُبَاعَدَتِهِمْ مَا جَاءَهُمْ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللهِ ، تَمَنَّى فِي نَفْسِهِ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنَ اللهِ مَا يُقَارِبُ بِهِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمِهِ ، وَكَانَ يَسُرُّهُ ، مَعَ حُبِّهِ وَحِرْصِهِ عَلَيْهِمْ ، أَنْ يَلِينَ لَهُ بَعْضُ مَا غَلُظَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِهِمْ، حِينَ حَدَّثَ بِذَلِكَ نَفْسَهُ وَتَمَنَّى وَأَحَبَّهُ ، فَأَنْزَلَ اللهُ: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى O [5] فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى قَوْلِ اللهِ: أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى O وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى O [6] أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِهِ لَمَّا كَانَ يُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَهُ وَيَتَمَنَّى أَنْ يَأْتِيَ بِهِ قَوْمَهُ : تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَا ، وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ تُرْتَضَى ، فَلَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ ذَلِكَ فَرِحُوا وَسَرَّهُمْ ، وَأَعْجَبَهُمْ مَا ذَكَرَ بِهِ آلِهَتَهُمْ ، فَأَصَاخُوا لَهُ ، وَالْمُؤْمِنُونَ مُصَدَّقُونَ نَبِيَّهُمْ فِيمَا جَاءَهُمْ بِهِ عَنْ رَبِّهِمْ ، وَلا يَتَّهِمُونَهُ عَلَى خَطَإٍ , وَلا وَهْمٍ وَلا زَلَلٍ ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى السَّجْدَةِ مِنْهَا وَخَتَمَ السُّورَةَ ، سَجَدَ فِيهَا ، فَسَجَدَ الْمُسْلِمُونَ بِسُجُودِ نَبِيِّهِمْ ، تَصْدِيقًا لِمَا جَاءَ بِهِ وَاتِّبَاعًا لأَمْرِهِ، وَسَجَدَ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَغَيْرِهِمْ لِمَا سَمِعُوا مِنْ ذِكْرِ آلِهَتِهِمْ ، فَلَمْ يَبْقَ فِي الْمَسْجِدِ مُؤْمِنٌ وَلا كَافِرٌ إِلا سَجَدَ إِلا الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ، فَإِنَّهُ كَانَ شَيْخًا كَبِيرًا فَلَمْ يَسْتَطِعْ ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ فَسَجَدَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ تَفَرَّقَ النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ ، وَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ وَقَدْ سَرَّهُمْ مَا

سَمِعُوا مِنْ ذِكْرِ آلِهَتِهِمْ ، يَقُولُونَ : قَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ آلِهَتَنَا بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ ، وَقَدْ زَعَمَ فِيمَا يَتْلُو أَنَّهَا الْغَرَانِيقُ الْعُلَا وَأَنَّ شَفَاعَتَهُنَّ تُرْتَضَى ، وَبَلَغَتِ السَّجْدَةُ مَنْ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقِيلَ : أَسْلَمَتْ قُرَيْشٌ ، فَنَهَضَتْ مِنْهُمْ رِجَالٌ، وَتَخَلَّفَ آخَرُونَ ، وَأَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ , مَاذَا صَنَعْتَ؟ لَقَدْ تَلَوْتَ عَلَى النَّاسِ مَا لَمْ آتِكَ بِهِ عَنِ اللهِ ، وَقُلْتَ مَا لَمْ يُقَلْ لَكَ ، فَحَزِنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ ، وَخَافَ مِنَ اللهِ خَوْفًا كَثِيرًا ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ وَكَانَ بِهِ رَحِيمًا يُعَزِّيهِ وَيُخَفِّضُ عَلَيْهِ الأَمْرَ , وَمُخْبِرُهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهُ رَسُولٌ وَلا نَبِيٌّ تَمَنَّى كَمَا تَمَنَّى وَلا أَحَبَّ كَمَا أَحَبَّ إِلا وَالشَّيْطَانُ قَدْ أَلْقَى فِي أُمْنِيَّتِهِ كَمَا أَلْقَى عَلَى لِسَانِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَنَسَخَ اللهُ مَا أَلْقَى الشَّيْطَانُ , وَأَحْكَمَ آيَاتِهِ ، أَيْ : فَأَنْتَ كَبَعْضِ الأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ ؛ فَأَنْزَلَ اللهُ : وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ سورة الحج آية ٥٢ الآيَةَ . فَأَذْهَبَ اللهُ عَنْ نَبِيِّهِ الْحُزْنَ ، وَأَمَّنَهُ مِنَ الَّذِي كَانَ يَخَافُ ، وَنَسَخَ مَا أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِهِ مِنْ ذِكْرِ آلِهَتِهِمْ أَنَّهَا الْغَرَانِيقُ الْعُلَا وَأَنَّ شَفَاعَتَهُنَّ تُرْتَضَى . يَقُولُ اللهُ حِينَ ذَكَرَ اللاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى ، إِلَى قَوْلِهِ : وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ لا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى[٧]. أَيْ : فَكَيْفَ تُمْنَعُ شَفَاعَةُ آلِهَتِكُمْ عِنْدَهُ . فَلَمَّا جَاءَهُ مِنَ اللهِ مَا نَسَخَ مَا كَانَ الشَّيْطَانُ أَلْقَى عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ قَالَتْ قُرَيْشٌ : نَدِمَ مُحَمَّدٌ عَلَى مَا كَانَ مِنْ مَنْزِلَةِ آلِهَتِكُمْ عِنْدَ اللهِ ، فَغَيَّرَ ذَلِكَ وَجَاءَ بِغَيْرِهِ ، وَكَانَ ذَانِكَ الْحَرْفَانِ اللَّذَانِ أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ قَدْ وَقَعَا فِي فَمِ كُلِّ مُشْرِكٍ ، فَازْدَادُوا شَرًّا إِلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ - - - [٨]

اس عبارت کا مفہوم ملاحظہ کیجیے (خیال رہے کہ یہ لفظی ترجمہ نہیں):

پس رسول اللہ ﷺ قرابت کی محبت کے باعث اپنی قوم قبیلے کی اصلاح کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ہم سے ابن حمید نے بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسے سلمہ نے ہم سے بیان کیا ہے‘ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے محمد بن اسحاق نے یزید بن زیاد المدنی سے اور اس نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے منہ موڑ رکھا ہے اور جب وہ اس سے ان کی دوری دیکھتے کہ جو کچھ ان کے لیے اللہ کی طرف سے آیا ہے تو ان پر بہت گراں گزرتا۔ ان کے دل میں یہ

تمنا تھی کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی ایسی چیز آئے جو آپؐ کے اور آپؐ کی قوم کے درمیان قربت پیدا کر دے۔۔۔

پس اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی

پس جب یہ آیات تمام ہوئیں:

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی

تو شیطان نے آپ کی زبان پر آپ کی اپنی قوم کے لیے آرزو کے مطابق یہ القاء کر دیا:

تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن ترتضی

یعنی یہ بلند مرتبہ پرندے ہیں جن کی شفاعت پر راضی ہوا جاتا ہے۔

اپنے خداوں کے بارے میں جب قریش نے یہ کلمات سنے تو شاداں وفرحاں ہو گئے۔۔۔

اور مومنین نے اپنے نبی پر جو کچھ ان کے رب کی طرف سے آیا تھا اس کی تصدیق کی اور انھوں نے اس میں آپؐ کی خطا کا وہم بھی نہ کیا۔۔۔ پس جب سورہ ختم ہو گیا تو۔۔۔

مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اپنے نبی کے سجود کے ساتھ ان پر جو کچھ نازل ہوا تھا اس بارے میں ان کی تصدیق کرتے ہوئے اور ان کے حکم کی اتباع میں سجدہ کیا اور قریش وغیر قریش میں سے جو مشرکین مسجد میں موجود تھے انھوں نے بھی جب اپنے خداوں کا ذکر سنا تو سجدہ کیا۔ پس مسجد میں کوئی مومن یا کافر ایسا نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ ہاں البتہ ولید بن مغیرہ رہ گیا کیونکہ وہ بہت بوڑھا تھا اور وہ سجدہ نہ کر پاتا تھا۔ پس اس نے زمین بطحا سے کچھ مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر لوگ مسجد سے چلے گئے۔ قریش نکلے تو جو کچھ انھوں نے اپنے خداوں کے بارے میں سنا تھا اس پر خوش تھے۔ کہنے لگے کہ محمد نے ہمارے خداوں کا بہت اچھا ذکر کیا ہے۔۔۔ اس سجدے کا ذکر حبشہ میں اصحاب رسولؐ تک جا پہنچا اور کہا گیا کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پس کچھ مرد تو ان میں سے واپس آ گئے اور کچھ وہیں ٹھہرے رہے۔

پھر جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

اے محمد! آپ نے یہ کیا گھڑ لیا، آپ نے لوگوں کے سامنے وہ تلاوت کر ڈالی جو میں اللہ عزوجل کی طرف سے لے کر آپ کے پاس نہیں آیا اور آپ نے وہ کچھ کہہ دیا جو آپ سے کہا نہیں گیا۔ اس پر رسول اللہ بہت زیادہ غمگیں ہو گئے اور اللہ عزوجل سے بہت ڈرے۔ پس اللہ عزوجل نے ان پر یہ آیت نازل کی کہ وہ ان پر بڑا مہربان تھا۔۔۔

اور اس نے انہیں خبر دی کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا نبی اور رسول نہیں گزرا کہ جس نے کوئی تمنا کی ہو۔۔۔

تو شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ القاء نہ کر دیا ہو، جیسے اس نے آپ کی زبان پر القاء کر دیا۔ پس جو کچھ شیطان نے القاء کیا اللہ نے اسے منسوخ کر دیا اور اس نے اپنی آیات کو محکم کر دیا۔ پس آپ بھی دیگر انبیاء و رسل کی طرح ہیں۔

پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَـمَنّٰٓي اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِه فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِه وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [٩]

اس طرح اللہ نے اپنے نبی کا غم دور کر دیا اور انھیں اس خوف سے اطمینان عطا کر دیا اور شیطان نے آپؐ کی زبان میں خداوں کا جو ذکر القاء کر دیا تھا اسے منسوخ کر دیا اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى [١٠]

کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں ہیں۔ یہ کتنی بری تقسیم ہے۔

اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَاۗءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ۔۔۔لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى [١١]

یہ تو صرف نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔۔۔

پس تمھارے دیوتاوں کی اللہ سے شفاعت تمھیں کیسے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

پس شیطان نے جو کچھ نبی کی زبان پر القاء کر دیا تھا اسے منسوخ کرنے کا حکم خدا کی طرف سے آگیا تو قریش کہنے لگے کہ محمد نے اللہ کی طرف جو کچھ ہمارے خداوں کی شان میں کہا تھا اس پر نادم ہو گیا ہے لہٰذا وہ اسے تبدیل کر کے اس کے بجائے دوسری عبارت لے آیا ہے اور یہ دو حرف تھے جو شیطان نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر القا کیے تھے۔ یہ دونوں حروف سب مشرکوں کے زبان پر جاری ہو گئے۔ پس جس شر پر وہ پہلے تھے اس میں اضافہ ہو گیا اور رسول اللہؐ پر ایمان لانے والوں اور ان کے پیروکاروں پر ان کی شدت اور بھی بڑھ گئی۔ پھر اصحاب رسولؐ کا جو گروہ حبشہ سے اہل مکہ کے رسول اللہؐ کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے اسلام لانے کا سن کر آگیا تھا مکہ کے قریب پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ جو کچھ انھوں نے اہل مکہ کے اسلام کے بارے میں سنا تھا وہ غلط تھا۔ لہذا ان میں سے کوئی بھی شہر میں داخل نہ ہوا مگر یہ کہ وہ شہر کے مضافات تک یا پھر چھپ چھپ کر رہا۔۔۔ [١٢]

تاریخ کے امام ابن جریر طبری پر ہی کیا' بس ہے' بہت سے مورخین و مفسرین نے اس قصے کا تائید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اس سلسلے میں کئی بڑے بڑے نام گنواتے ہیں:

یہ قصہ ابن جریر اور بہت سے مفسرین نے اپنی تفسیروں میں' ابن سعد نے طبقات میں' الواحدی نے اسباب النزول میں'موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں' ابن اسحاق نے سیرت میں اور ابن ابی حاتم' ابن المنذر' بزار ابن مردویہ اور طبرانی نے اپنے احادیث کے مجموعوں میں نقل کیا ہے۔[13]

مولانا نے اس واقعے کی سندوں کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے:

جن سندوں سے یہ نقل ہوا ہے: وہ محمد بن قیس' محمد بن کعب قرظی'عروہ بن زبیر' ابوصالح' ابو العالیہ'سعید بن جبیر' ضحاک' ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث' قتادہ' مجاہد' سدی ابن شہاب' زہری اور ابن عباس پر ختم ہوتی ہیں۔[14]

اس روایت پر ہم تنقیدی نظر ڈالیں گے۔ان داخلی اور خارجی شہادتوں اور پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جن کی مدد سے ہم اصل صورت حال اور قصے کی حقیقت کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ یہاں ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ اس کے اثرات اسلام کی تبلیغ پر منفی ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔اس میں مسلمانوں کی ''سادہ دلی'' یا بے اعتنائی کا بھی خاصا حصہ ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ ہم قصے پر بحث کا تفصیلی آغاز کریں غیر مسلموں کے تبصروں کے چند نمونے پیش کرتے ہیں تاکہ موضوع کی اہمیت قارئین کرام کے لیے مبرھن اور واضح ہو جائے۔

اغیار کا سوئے استفادہ

اس افسانے کی بازگشت دور دور تک پہنچی۔ ''اپنے'' ہی ''کثرت رواۃ'' کے خیال خام میں نہ بہکے' غیروں نے بھی سوئے استفادہ کیا۔ بد نام زمانہ سلمان رشدی کی رسوائے زمانہ Satanic Verses تو اس دور کی استعماری سازشوں کا شاخسانہ اور ادب کے نام پر بے ادبی ہے قبل ازیں بھی اس حوالے سے بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ بعض نے تو فقط اسے خبث باطن کے اظہار کا وسیلہ بنایا ہے اور بعض نے ''تحقیق'' کے نام پر اس کا ذکر کیا ہے مگر بہت سے مستشرقین نے تحقیق کا حق ادا کرنے کی بجائے اسے اپنی رائے کی تائید کے ضمن میں ذکر کیا ہے یا پھر کم از کم شبہ پیدا کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔

ماسٹر رام چند نے رسول اسلامؐ اور قرآن حکیم کے خلاف نفرت اور شکوک پیدا کرنے میں ایک عمر صرف کر دی۔ ''تحریف قرآن'' اس کی نفرت انگیز تحریک ہی کا ایک حصہ ہے۔اس کتاب کا آخری حصہ اس نے

''افسانہ غرانیق''ہی کودرست ثابت کرنے کے لئے وقف کیاہے۔اس حوالے سے بعض مسلمان مفسرین کی عبارات،ان کے من پسند ترجے اور اپنی حاشیہ آرائیوں کے بعد خلاصہ کلام یوں بیان کرتاہے:

محمد صاحب کواس بات کی بڑی تمنایاحرص تھی کہ بت پرست لوگ مکہ کے'ان کے رسول خداہونے پر ایمان لے آویں اور ان کے مرید بن جاویں۔پس انھوں نے اپنے دل میں یہ آرزو کی کہ قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو جاوے جس سے بت پرست لوگ خوش ہو کر ایمان لے آویں۔پس موافق اس ہواوہوس کے شیطان نے انھیں بہکایااور انھوں نے ایک آیت بت پرستی کی تائید میں پڑھ دی۔پس بت پرست لوگ خوش ہو گئے لیکن بعد ازاں محمد صاحب اس حرکت شیطانی سے نادم ہوئے اور وہ آیت بت پرستی کی منسوخ ہو گئی۔ اس پر بت پرست لوگ مکہ کے پھر ناراض اور مخالف ہو گئے۔

سب سے بڑی دلیل اس قصہ کے حق ہونے کی یہ ہے کہ وہ مطابق ہے مضمون چار آیتوں یعنی آیت پنجاہ ویکم اوراس سے آگے کی تین آیتوں سورہ حج کے کہ وہ مضمون ایساہے کہ اس قصہ کو طلب کرتاہے۔دوم یہ کہ یہ قصہ سب مفسرین' متقدیس اور متاخرین نے نقل کیاہے اور اکثروں نے اس کو حق جاناہے اور بعض نے اس کی تاویلیں کی ہیں اور بعض نے اسے غلط کہہ دیاہے اور پھر نہ بتایا کہ اگر یہ قصہ غلط ہے تو اس غلط قصہ کی اصل کیاہے اور دوسرا قصہ کونساہے کہ مطابق مضمون چار آیتوں مذکورہ بالا کے ہو اور یہ زبردستی ہے اور طریقہ محققوں کے خلاف ہے۔[۱۵]

رچرڈ بل(Richard Bell)معروف مستشرق ہیں۔INTRODUCTION TO THE QUR,AN ان کی معروف کتاب ہے۔رچرڈ بل کاانداز بیاں محتاط ہے۔تاہم انھوں نے بھی اپنے خاص انداز میں اس واقعے کی درستی کو مسلمہ لیتے ہوئے لکھاہے:

Then there is the story, often referred to, that Muhammad on one occasion recognised the pagan deities as subordinate beings whose intercession might be of some avail۔ Tradition has preserved the passage said to have come in LIII, as originally delivered, after w۔ 19,20۔ There the goddesses al-Lat, al-'Uzza and al-Manat are mentioned; then came the two verses: "These are the swans exalted, whose intercession is to be hoped for", or, according to another reading, "is approved (of Allah)"۔ It seems almost certain

that Muhammad made some such concession, and that fact that at v-26 that surah passes abruptly to deal with the intercession of angels is a slight confirmation of a previous reference to intercession having occurred in it-[16]

اس کا مفہوم یہ ہے۔

پھر ایک کہانی ہے جس کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ محمدؐ نے دیوتاؤں کی شفاعت کو اس حوالے سے قبول کر لیا تھا کہ نمائندوں کی حیثیت سے ان کا واسطہ ضرور مفید ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ایک ایسا پیرا محفوظ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے سورۃ نمبر ۵۳ [النجم] میں آیت ۱۹ اور ۲۰ کے بعد بیان کیا گیا تھا۔ اس مقام پر لات' عزیٰ اور منات بتوں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد دو آیتیں یوں آتی ہیں: '' یہ معزز پرندے ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے یا ایک اور عبارت کے مطابق: ''[جن کی شفاعت] (اللہ کی طرف سے) قبول کی گئی ہے۔'' یہ بات یقینی ہے کہ محمدؐ نے کچھ ایسی رعایت دی تھی اور یہ حقیقت کہ آیت ۲۶ میں یہ سورت اچانک فرشتوں کی شفاعت کا ذکر کرتی ہے' کسی حد تک شفاعت کے بارے میں گذشتہ حوالے کی تائید کرتی ہے' جو اس میں پہلے موجود تھا۔

یہاں ہم اس عبارت پر تفصیلی تبصرے کی ضرورت نہیں سمجھتے البتہ سورہ نجم کی آیت ۲۶ ' جس کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے' قارئین کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں تاکہ وہ رچرڈ بل کی دلیل کا بنظر غائر جائزہ لے سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهمْ شَيْــــًٔــا اِلَّا مِن م بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى[17]

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ کام نہیں آتی' مگر خدا جسے چاہے اجازت دے اور پسند کرے۔

ہمیں حیرت ہے کہ رچرڈ بل (Richard Bell) کو اسی سورت کی ابتدا میں آیات ۲ تا ۴ دکھائی نہیں دیں' جن میں فرمایا گیا ہے:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هوَاِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

تمھارے رفیق (محمدؐ) نہ بھٹکے اور نہ بہکے۔ وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی ہوتا ہے۔

اور نہ انہیں آیت ۲۰ کے بعد وہ آیات دکھائی دی ہیں جن میں صراحت سے ان بتوں کی مذمت کی گئی ہے اور ان کے پجاریوں کے عقائد کی مذمت کی گئی ہے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ آیت بتوں کے بارے میں شفاعت کے مزعومہ عقیدے کی تائید کیسے بن سکتی ہے' اس کا جواب پروفیسر رچرڈ بل پر قرض رہ گیا ہے۔ واٹ منٹگمری (Watt Montgomry) رچرڈ بل کے شاگرد اور استشراقی حوالے سے اپنے استاد کا اسلوب نسبتاً زیادہ احتیاط سے آگے بڑھانے والے ہیں۔ انھوں نے اپنے استاد کی ہی کتاب کے متن کے پیش نظر نئے سرے سے کتاب Introduction To The Qur,an لکھی ہے۔ زیر بحث افسانے کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

In a different category are the so-called' satanic verses,'two (or three) verses which came after 53-19,20 when these were originally proclaimed in public in the precincts of the Ka'ba at Mecca, Muhammad is said to have been hoping for a revelation which would have led the Meccan merchants to accept his religion, when there came to him the passage:

Have you considered al-Lat and al-'Uzza and Manat, the third, the other۔ These are the intermediates exalted, whose intercession is to be hoped for۔ Such as they do not forget۔

Later - but it is not clear how much later - Muhammad realized that this could not have come from God, for the reverses there came the passage begining is it the male for you nad the female for him? That would then be a crooked division.

The first passage permitted intercession to the local deities,presumably regarded as a kind of angelic being who could plead with supreme God on behalf of their worshippers, while what was subsituated was an argumentum ad homeinem against the belief that such deities were 'daugthers of God', and was understood as

making such intercession impossible۔ In essentials it would seem that this account is true, since no Muslim could have invented such a story about Mohammad the story has also some support from the Qur'an, since 22۔52/1 (which is said to refer to this incident) states that God 'never sent messenger or prophet before (Muhammad) but taht, as he desired, satan threw (something) into his formulation', through satanic addition was afterwards abrogated by God.[18]

ایک اور درجے میں نام نہاد ''شیطانی آیات'' ہیں جو دو (یا تین) آیات ہیں اور جو سورہ نجم میں آیات ۱۹ اور ۲۰ کے بعد آئیں، جن کا مکہ میں کعبہ کے نواح میں ابتدا میں پبلک کے سامنے باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی وحی کی امید تھی جو مکہ کے تاجروں کو ان کا مذہب قبول کرنے کے لئے مائل کر سکے، تب یہ پیرا ان پر نازل ہوا:

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا ہے اور تیسرے مناۃ کو بھی یہ معزز واسطہ ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ جیسا کہ وہ بھولتے نہیں۔

بعد ازاں ۔۔۔ لیکن واضح نہیں کتنا بعد محمد متوجہ ہوئے کہ یہ خدا کی طرف سے نازل نہیں ہو سکتا۔ تب انھوں نے ایک ترمیم شدہ وحی وصول کی۔ جس میں پہلی دو آیات کے بعد، جو پیرا آیا وہ یہاں سے شروع ہوتا ہے:

کیا یہ تمہارے لئے تو مذکر ہیں اور اس کے لئے مونث؟ یہ تو پھر بڑی غلط تقسیم ہے۔

گذشتہ پیرے میں ان مقامی دیوتاوں کی شفاعت قبول کی گئی تھی جنہیں ایک طرح کا فرشتہ سمجھا جاتا تھا، جو عظیم خدا کے سامنے اپنے پجاریوں کے ایما پر سفارش کر سکتے تھے جبکہ اس کے بجائے جو پیرا آیا اس میں ایسے بتوں کے بارے میں ان کے خدا کی بیٹیاں ہونے کے عقیدے کے خلاف استدلال کیا گیا ہے، اس سے واضح تھا کہ ایسی شفاعت ناممکن تھی۔ لازمی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ درست ہے کیونکہ کوئی مسلمان محمدؐ کے بارے میں ایسی کہانی نہیں گھڑ سکتا تھا۔ قرآن میں بھی اس کہانی کی کچھ تائید موجود ہے کیونکہ سورہ حج کی آیت ۵۲ (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس واقعے کے بارے میں ہے) بیان کرتی ہے کہ خدا نے (محمد سے پہلے) کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس نے جب بھی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ ملا دیا، اگرچہ اللہ نے بعد ازاں شیطانی اضافہ منسوخ کر دیا۔

اس مقام پر اس پوری عبارت پر ہم تبصرہ نہیں کریں گے البتہ چند امور کی طرف اشارہ ضروری سمجھتے ہیں : عبارت کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر واٹ نے زیر بحث روایت بھی اس کے اصلی مصادر سے نہیں دیکھی۔ علاوہ ازیں انہیں آیات کی شان نزول اور ان سے متعلقہ تاریخ بھی گہری نظر سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ امور زیر بحث افسانے کے مختلف پہلوؤں پر جو ریکارڈ ہم نے پیش کیا ہے اس سے بخوبی واضح ہو جاتے ہیں۔

اس قصے سے مخالفین نے طرح طرح سے سوئے استفادہ کیا اور مختلف معانی اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں پہلے تو اس افسانے کو حقیقت ثابت کرنے پر زور صرف کیا گیا اور پھر حسب خواہش نتائج اخذ کرنا مشکل نہ رہا۔ ایک مطلب یہ نکالا گیا کہ جب ''القائے شیطانی'' میں اپنوں، پرایوں سے کچھ تمیز نہ ہو سکی اور اسے سن کر سب سجدہ ریز ہو گئے تو قرآن کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر کے حسن اعجاز کی ساری باتیں حسن عقیدت اور خوش خیالی کے سوا کچھ نہیں۔ ''تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن'' کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

بطور مثال ہم یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جس سے روشن ہو جائے گا کہ قرآن اور غیر قرآن میں کس طرح اعتباس ہو جاتا تھا اور معاصرین مومنین اور منکرین ان میں کوئی مابہ الامتیاز نہ دیکھتے تھے۔ آیت قرآن وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ[19] کی شان نزول میں مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے قصہ تلک الغرانیق کا بیان کیا ہے جس پر تمام روایات اور آرائے علمائے اسلام کو صاحب مواہب لدنیہ نے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے ''روایت کیا ابن ابی حاتم اور طبری اور ابن المنذر نے کئی طریقوں سے شعبہ سے اس نے ابی بشر سے اس نے سعید ابن جبیر سے اس نے کہا پڑھا رسول اللہ صلعم نے مکہ میں سورۃ والنجم کو پس جب پہنچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى تک تو شیطان نے ڈال دیا۔ آپ کی زبان پر فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ پس کہا مشرکین نے کبھی نہیں ذکر کیا محمد صلعم نے ہمارے خداوں کا بھلائی کے ساتھ آج کے دن سب سے پہلے پس (آنحضرت ﷺ نے) سجدہ کیا اور (مشرکین) نے بھی سجدہ کیا۔ پھر نازل ہوئی آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِه۔

یہاں اس سے کچھ بحث نہیں کہ یہ فقرہ بتوں کی تعریف میں کس کی تصنیف ہے۔ آیا شیطان کی یا کسی مشرک کی یا خود آنحضرت نے کسی دباو کے وقت کسی مصلحت سے اس کو پڑھ سنایا۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ سامعین نے اس کو آنحضرت کی زبان کا مانا اور مابعد آنحضرت نے اس کو القائے شیطانی فرمایا لیکن مشرکین اور

مومنین میں سے کسی نے عبارت و لفظی فصاحت کے اعتبار سے اس کو غیر قرآن نہیں سمجھا۔ پس مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ کلام بشر یا کلام شیطان کو کلام خدا سے امتیاز کر لینے کے واسطے کوئی معیار اہل زبان کے پاس موجود نہ تھی۔[۲۰]

یاد رہے کہ مشہور مستشرق ولیم میور کا بھی اپنی کتاب Life of Mohammad میں اصرار ہے کہ یہ قصہ درست ہے۔ یہی حال جرمن مستشرق کارل برکلمن کا بھی ہے۔ البتہ سب مستشرقین اس سلسلے میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ اطالوی دانشور مورخ کاتانی نے قصے کو درست تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ "Cambridge Medieval History" کے مغربی مصنفین کو کاتانی کے اس بیان پر افسوس ہے۔

* * * * *

حوالہ جات

[1] ۔ڈاکٹر محمود رامیار عصر حاضر میں قرآنیات بالخصوص تاریخ قرآن کے بہت بڑے محقق ہیں ان کی کتاب " تاریخ قرآن" اپنے موضوع پر ایک گراں قدر تالیف ہے ۔ اس کا فارسی سے اردو ترجمہ سید انوار احمد بلگرامی نے کیا ہے ۔ جسے مصباح القرآن لاہور نے شائع کیا ہے ۔اس وقت ہمارے پیش نظر یہی ترجمہ ہے دیکھئے ص ۔۱۵۱

[2] Bell, Richard-Itroduction to Quran (Edinburg, 1970)-p_55۔

[3] English to English and Urdu dictionary (Ferozsons Limited, Lahore) P_942۔

[4] ۔لوئس معلوف ۔المجد فی اللغۃ (انتشارات اسماعیلیان ' قم ۱۹۸۷)ص ۔۵۴۹

[5] ۔ نجم:۱-۲

[6] ۔ نجم: ۱۹-۲۰

[7] ۔ نجم:۲۶

[8] ۔ طبری ۔امام ابو جعفر محمد بن جریر (موسستہ الاعلمی للمطبوعات ' بیروت ۔۱۴۰۹ھ)

[9] ۔حج: ۵۲

[10] ۔ نجم: ۲۳۔۲۲

[11] ۔ نجم:۲۶۔۲۳

[12] ۔ طبری ۔امام ابو جعفر محمد بن جریر (موسستہ الاعلمی للمطبوعات ' بیروت ۔۱۴۰۹ھ)

[13] ۔ مودودی ' ابوالاعلیٰ مولانا ۔ تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن ' لاہور ۔ ۱۹۹۴ء) ۔ ۳۔ ۲۴۰

[14] ۔ مودودی ' ابوالاعلیٰ مولانا ۔ تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن ' لاہور ۔ ۱۹۹۴ء) ۔ ۳۔ ۲۴۰

[15] ۔ رام چندر 'ماسٹر ۔ تحریف قرآن (پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی ' لاہور ۱۸۹۰ء) ۔ص ۔ ۱۸۳

یہ کتاب راقم نے استاد گرامی قدر پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ ' اسلامیہ یونیورسٹی ' بہاولپور کے ذاتی ذخیرہ کتب میں دیکھی جس کی استاد ذی وقار نے ازراہ کرم فوٹو کاپی کی اجازت مرحمت فرمادی تھی ۔

[16] Bell, Richard-Itroduction to the Qur,an (Edinburg, 1970)-p_55۔

[17] ۔ سورہ نجم:۲۶

[18] Montgomery, Itroduction to the Qur,an (Edinburg, 1970) - -Watt, W۔ p_55

[19] ۔حج:۵۳

[20] ۔ یہ عبارت "تنویر الازھان فی فصاحت القرآن " سے لی گئی ہے ۔کتاب پر مصنف کا نام نہیں لکھا گیا بلکہ یوں لکھا ہے : "مصنفہ : مصنف ضربۃ عیسوی و تاویل القرآن و دیگر کتب مناظرہ "۔ یہ کتاب لاہور کے قدیمی عیسائی تبلیغی ادارے پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور نے ۱۹۰۹ء میں شائع کی ۔اس ادارے نے برطانوی استعماری دور میں ایسی بہت سی کتب شائع کیں ۔

منابع وماخذ

۱. امام ابو جعفر محمد بن جریر، طبری، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، ۱۴۰۹ھ

۲. مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۴ء

۳. رام چندر، ماسٹر، تحریف قرآن، پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لاہور، ۱۸۹۰ء،

۴. لوئس معلوف۔ المجد فی اللغہ، انتشارات اسماعیلیان' قم، ایران، ۱۹۸۷ء

۵. English to English and Urdu dictionary Ferozsons Limited, Lahore

۶. Bell, Richard-Itroduction to Quran Edinburg, 1970